مولانا ابوالحسن علی ندوی: وصف ناتمام

ڈاکٹر محمد اکرم ندوی، آکسفورڈ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زعشقِ ناتمامِ ما جمالِ یار مُستغنی است
بہ آب ورنگ وخال وخط چہ حاجت روئے زیبارا

عقلیت، فضائل انسانی ومکارم اخلاق صرف اہل ایمان کے ساتھ خاص نہیں۔ یہ بالکل ممکن ہے، بلکہ یہ ایک عام بات ہے کہ جو لوگ خدا پر یقین نہیں رکھتے وہ بھی صدقہ و خیرات کرتے ہیں، غیر خود غرضانہ زندگی جیتے ہیں، اور قومی فلاح کے کاموں اور عوامی نظم ونسق میں مثبت حصہ لیتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے عظیم مفکرین نے خدا پر ایمان نہ لاتے ہوئے بھی خدا کے وجود، ذات، صفات و افعال کے بارے میں لکھا ہے، اور دوسرے بہت سے عظیم مفکرین نے اسلام سے دور ہونے کے باوجود دنیا کے نظام اور کس طرح اسے بہتر بنایا جائے اس کے متعلق نظریات وافکار کی تخلیق کی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ بہت سی چیزیں جن کی اہلِ ایمان کو ہدایت کی گئی ہے وہ غیر مسلموں کے لئے بھی کشش کی ہیں، اور وہ تمام قوموں کی روز مرہ زندگی سے متعلق ہیں، تاہم کوئی اچھا قول یا عمل خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی، جب اسے ایک صاحبِ ایمان کرتا ہے اور ایک غیر مؤمن کرتا ہے دونوں میں ایک فرق ہوتا ہے، اور وہ یہ کہ صاحبِ ایمان کی کوشش خدا کے حکم کی تابعداری اور اسے راضی کرنے کی ہوتی ہے۔

یہ ایک چیز ہے کہ کوئی صحت کے فوائد کے لئے روزہ رکھے اور بھوکا رہے، اور یہ ایک بالکل مختلف بات ہے کہ کوئی اس طرح روزہ رکھے جس طرح اہلِ ایمان پر فرض کیا گیا ہے، اس کی ابتداء اور انتہاء کی پابندی کرے، اس کی ساری سنتوں اور سارے آداب کا خیال رکھے۔ مزید اہلِ ایمان کا ہر عمل روزِ جزا وحساب سے مربوط ہے۔ خدا پر ایمان جو عبادت و تقوی سے عبارت ہے اسی وقت ممکن ہے اور پائیدار ہے جب اس کے ساتھ یہ مستحکم یقین ہو کہ تخلیق اور اس کے اندر جاری سارے احکام خدا کے فضل ورحمت اور عدل وانصاف کے نقش کا اثر ہیں۔

عالمِ ربانی حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات اور کارناموں پر مختلف زبانوں میں کتنی کتابیں شائع ہو چکی ہیں، متعدد علمی و فکری مجلات نے خاص نمبر نکالے، بے شمار محاضرات، کانفرسوں، اور سیمیناروں کا انعقاد ہوا، اور آپ کی علمی، ادبی، تربیتی، اخلاقی، دعوتی اور فکری زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بحث و تحقیق کا عمل جاری ہے۔

یہ سچ ہے کہ آپ سید پیشرو، صاحب قدر رفیع، پیر فرخ نہاد و روشن ضمیر تھے، نیک سیرت و ہنر مند آفاق، آپ کا سر تاجِ بخت و کلاہِ سعادت سے مزین تھا، سرشت میں پاکی ودرخشانی تھی، پیری میں بھی جوانی وطیب نعم کے اثار ہویدا تھے، مثالِ بلبل نغمہ ریز تھے ومانند گل تازہ روے، شہرت ثریا سے اونچی تھی، علم وادب میں آپ کی رفعتِ پرواز حد ادراک عوام وخواص سے پرے تھی، آپ صورت گر معانی وافکار تھے، سحبان بلاغت، وپردہ کشائے خیال، طوطی گویائے اسرار، انشاپردازی وادبی جمال میں آپ کی مثال مشک ختن کی طرح بے قیمت، بوسیدہ ومردہ موضوعات پر گھسی پٹی باتیں کرنے سے مجتنب وگریزاں:

شاعر کی نَوا ہو کہ مُغَنّی کا نفَس ہو
جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحَر کیا
بے معجزہ دُنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہُنر کیا!

یہ بھی سچ ہے کہ آپ فرزانۂ حق پرست تھے اور فکر و دعوت مین مقام عزیمت پر فائز تھے۔ تعلیمی اداروں کی سربراہی، ہندوستان اور عالمی سطح پر مسلمانوں کی قیادت، اور قوم وملت کی خیر خواہی و خیر طلبی میں جو آپ کا مقام تھا وہ کس سے پوشیدہ ہے! شاید غالب کا یہ شعر اپ کے حال کا ترجمان ہے:

آغشتہ ایم ہر سر خارے بہ خون دل
قانون باغبانیِ صحرا نوشتہ ایم

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آپ مرد صافی دروں، پاکیزہ خو تھے، طبیعت کی نرمی، کریمانہ اخلاق، احترام انسانیت، والہانہ جذبۂ عمل، زہد و قناعت کے ساتھ حصول مقصد کے لئے لگن اور قربانی کے فضائل سے متصف تھے۔ زندگی سادگی اور تواضع کی زندگی تھی، اور آپ کی گرم گفتاری سرمایۂ محفل تھی۔

آپ کے تعلق سے ان موضوعات پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور آئندہ لکھا جائے گا۔ یہ وہ اوصاف و کمالات ہیں جو مسلمانوں اور غیر مسلموں، مقبولان بارگاہ ایزدی وراندگان درگاہ دونوں میں مشترک ہیں۔ یہ آپ کا وصف ناتمام ہے، آپ کے کمالات کا بیانِ کمترین، حقیقتِ ابوالحسن سے ناآگہی اور اپنی کوتاہ نظری وضعفِ ادراک کی شہادت ہیں۔ ان تنگنایوں میں آپ کو محصور کرنا علم وحق شناسی پر ظلم ہے۔ مقتضائے عدل وانصاف یہ ہے کہ مقالاتِ بو علی آپ کی شان سے فروتر، مقامِ فکر وفلسفہ آپ کی راہ کا گرد، فتوحاتِ ابن عربی آپ کے لئے تنگ، اور دعاوی تصوف وسلوک اس قد کشیدہ کے لئے تنگ۔

آپ مسند نشین مقام ذکر وبندگی تھے، اور وارث دولت ابراہیمی ومحمدی۔ آپ کے اندر دو خوبیاں ایسی تھیں جن کی وجہ سے مذکورہ تمام خوبیاں بامعنی تھیں۔ ایک عبودیت اور دوسرے تقوی۔ یہ دونوں خوبیاں عام طور سے اہل ایمان میں کسی نہ کسی درجہ میں ہوتی ہیں، لیکن آپ نے ان کی راہ میں جو مجاہدہ کیا اور ان کے حصول میں جو سعی کی وہ آپ کا مابہ الامتیاز وصف ہے، اور ان دونوں اوصاف میں مقام بلند کے حصول نے آپ کو یکے از مقربان بارگاہ الہی بنادیا تھا۔

اللہ تعالی سے آپ کو خاص تعلق تھا، للّٰہیت کا جوہر آپ کی متاع تھی۔ آپ شب زندہ دار تھے، اور انس وشوق میں راز محبت کے نگہدار۔ تاریک راتیں جن میں آپ ذکر الہی میں مشغول ہوتے صبح روشن سے زیادہ تابناک تھیں۔ طریق عبودیت کی لذت وسرمستی نے راحت وآسائش کو آپ کی نگاہ میں ہیچ کر دیا تھا۔ عشقِ ہزار مقام آپ کا مقام، عشقِ سراپا دوام آپ کی منتہا، سوز وگدازِ سجود سے جبینِ نیاز آشنا، نغمۂ اللہ ہو رگ وپے میں رواں دواں، بوئے یار کی کشش سے سکون وقرار سے سخت بیزار:

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

آپ کے جانشینِ برحق کے بقول: "وہ تنہائیوں میں روتے، گڑگڑاتے، اپنے قصور و تقصیر کا اعتراف اور استغفار کرتے، اور بڑے درد سے یہ کہہ کر اپنے احتیاج کو ظاہر کرتے کہ رَبِّ إِنِّي لِمَآ أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ (سورۃ القصص، ۲۴)۔ کبھی اور جملہ کہتے یا دعا پڑھتے۔ اپنے درد و فکر اور غم کو اللہ کے سامنے پیش کرتے ہوئے یہ بھی پڑھا کرتے إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ (سورۃ یوسف، ۸۶) (عہد ساز شخصیت، ص۔ ۱۰۴)، خوشا چشمے کہ گریان دوست ہے، واے ہمایوں دلے کہ پاسدار عہد الست ہے، ذکر پر سوز وسرور اور گریۂ شب نے آپ کو وہ روشنی طلعت عطا کی تھی جو ماہ دوہفتہ کو شرمائے۔

اس عالمِ رنگ وصوت اور بت خانۂ چشم وگوش کو آپ نے اپنا نشیمن نہیں سمجھا، خلد بریں آپ کا خانۂ موروث تھا، اور اس منزلِ ویرانہ کی محبت سے دل خالی وپاک، شوق لقائے رب سے دل سرشار تھا، اور ایمان کے ساتھ اس دار فانی سے روانہ ہونے کی فکر سے معمور۔ بقول استاذ محترم: حسن خاتمہ کی فکر میں یہ مصرعہ ان کی زبان پر آجایا کرتا کہ "خدایا عاقبت محمود گرداں" (عہد ساز شخصیت، ص۔ ۱۰۴)۔ اور اسی ذوقِ عبادت وطاعت میں ثابت قدمی سے زندگی گزار دی۔

عبادت کے ساتھ تقوی، خداترسی اور اللہ کے لئے کرنے کے جذبہ کو آگے بڑھایا۔ وسعتِ قلبی اور دوسروں کی دل آزاری سے پرہیز آپ کے اوصافِ نمایاں میں سے ہے، اس کا بڑا خیال کہ کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو اور نہ کسی کے دل کو کوئی ٹھیس لگے، گفتگو میں لوگوں کے مزاج ومذاق کی رعایت رکھتے، اور اکرام کی جو صورت مناسب سمجھتے وہ بھی اختیار کرتے، لیکن خدا کے خوف اور اس کی یاد کے ساتھ۔ لوگون کی رعایت میں خدا کے احکام کی رعایت کو نہ فراموش کرتے، بقول استاد محترم: "خرچ کرنے میں مولانا اس پر بہت دھیان دیتے تھے کہ بلا ضرورت اور بے محل نہ ہو، اس سلسلہ میں ان کے یہاں نہ کوتاہی تھی اور نہ ہی اسراف، اللہ نے ان دونوں سے ان کو بچا رکھا تھا" (عہد ساز شخصیت، ص۔ ۹۰)

"ہدیہ اور تحفہ قبول کرنے مین بھی وہ محتاط تھے، اس میں وہ اشراف نفس کو بھی دیکھتے، اگر اس کا ذرا سا بھی حصہ پاتے تو اس کا ادنی درجہ یہ تھا کہ اس کو اپنے لئے استعمال میں نہ لاتے۔" (عہد ساز شخصیت، ص۔ ۹۰)

"مولاناؒ کے یہاں اس بات کا لحاظ بدرجۂ اتم پایا جاتا تھا کہ ان کی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، اس کے لئے وہ تکلیف اٹھا لیتے تھے، دوسرے کو تکلیف سے بچاتے تھے، ملنے والے اور اپنی ضرورت پیش کرنے والے بعض وقت مولاناؒ کے لئے اذیت کا باعث بنتے، مولاناؒ اس کو گوارا کرتے، اور اپنی اذیت کا اظہار نہ کرتے، بعض اوقات ان سے اپنی ضرورت پوری نہ ہوسکنے پر یا غلط فہمی ہو جانے کی صورت میں بعض لوگ ان کے خلاف رویہ اختیار کرتے، اور ان کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے، یا ان کے خلاف مہم چلاتے، مولاناؒ اس کا کوئی جواب نہ دیتے، بلکہ اپنی مجلسوں میں اس کے لئے مذمت کے الفاظ نہیں استعمال کرتے، اور مولانا اس کو غیبت تصور کرتے تھے، اور مولانا کو غیبت سے شدید پرہیز تھا، اور وہ غیبت کا موقع آجانے پر بھی اپنے کو اس سے بچا لے جاتے تھے، خواہ اسی کی غیبت ہو جس سے ان کو تکلیف پہنچی ہو۔ مولاناؒ کی طرف سے اپنی مجلسوں میں کسی کی برائی کرتے ہوئے نہیں سنا گیا، سوائے اس کے کہ دین وملت کے معاملہ میں کوئی جارحانہ رویہ کسی کا ان کے سامنے آئے، اس میں تو صرف اسی حد تک مولاناؒ تنقید کرتے، اس میں بھی جو پہلو ان کی ذات سے تعلق رکھتا اس کا ذکر نہ کرتے۔" (عہد ساز شخصیت، ص۔ ۱۰۳)

"بعض لوگوں نے مولاناؒ کو اپنے مخالفانہ رویہ سے اتنا زچ کیا کہ مولاناؒ پریشان ہوگئے، اس پر بھی مولاناؒ نے صرف اتنا کہا: اس کو اللہ ہی طے کرے گا، ہماری طرف سے کوئی جواب نہیں۔" (عہد ساز شخصیت، ص۔ ۱۰۴)۔ مصاحب ناجنس سے احتراز آسان، لیکن اس کی ایذا رسانیوں پر صبر کارے دارد۔

"اس کے ساتھ مولانا کا یہ حال تھا کہ ان کی نظر اپنے ہی معائب پر رہتی، جبکہ دوسروں کے معائب سے چشم پوشی برتتے۔" (عہد ساز شخصیت، ص۔ ۱۰۴)

عبادت وتقوی کی یہ وہ صفات ہیں جو آپ کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں۔ ہم جب کہ آپ کی علمی وفکری خوبیوں اور آپ کے اخلاق فضائل اور قائدانہ صلاحیتوں کا تذکرہ کرتے ہیں، یہ نظر انداز کر دیتے ہیں کہ ان صفات کا حامل خدا سے کس قدر قریب تھا، پارسائی میں کس طرح سب سے اگے تھا، تمکین وجاہ میں ہمنشینِ ملائک تھا، اور مختصر یہ کہ یہ خاک پر اسرار وعجائب روزگار بہ صنعِ الہی تھی۔ ان صفات کا مطالعہ کئے بغیر ہم نہ آپ کو سمجھ سکتے ہیں، نہ علم وادب میں آپ کی حصہ داری کا ادراک کر سکتے ہیں، نہ ہندوستانی مسلمانوں کی قیادت میں آپ کے کردار کا صحیح اندازہ، اور نہ ہی ہمارے لئے آپ کی پیروی ممکن

آں عزمِ بلند آور آں سوزِ جگر آور
شمشیر پدر خواہی بازوئے پدر آور

ALAWRAAQ
Publications
www.alawraaq.com